مکاتیب علامہ محمد زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ

...بنام ...مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وترتیب: مولانا سید سلیمان یوسف بنوری

(اُنیسویں قسط)

﴿ مکتوب: ...... ۳۴ ﴾

مولانا، استاذِ جلیل، سید محمد یوسف بنوری حفظه الله ورعاه، وأدام انتفاع المسلمین بعلومه ومن مسعاه (اللہ تعالیٰ آنجناب کی حفاظت فرمائے اور آپ کے علوم اور بابرکت مساعی سے مسلمانوں کو ہمیشہ مستفید فرمائے)

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

بعد سلام! آپ کا والا نامہ موصول ہوا، مولانا عثمانی کی وفات کا مجھے بے حد افسوس ہوا، إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، تغمده الله برضوانه (اللہ تعالیٰ انہیں اپنے رضا کی چادر میں ڈھانپ لے)۔ میں نے ''مجلة السلام'' کو (مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ کا لکھا) مرثیہ اور (تاثراتی) مضمون بھیج دیا تھا، مجلّہ نے دو روز قبل دونوں شائع کر دیے ہیں، (۱) لیکن مذکورہ شمارہ تا حال نہیں دیکھ پایا، یہ شمارہ ان شاء اللہ! جلد ہی آپ کو ارسال کر دوں گا، معلوم نہیں کہ انہوں نے (اشاعت میں) کوئی غلطی کی ہے یا نہیں۔ (میری رائے میں) آپ جیسی شخصیت کو کئی گنا نشاط کا نمونہ ہونا چاہیے؛ اس لیے کہ اللہ سبحانہٗ کی توفیق سے آپ سے بہت امیدیں وابستہ ہیں۔

پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ نجیب (ایک کتب فروش) کو کتابیں بھیجنے سے بچیے، اس لیے مستقبل میں ان صاحب کے ساتھ آپ کے معاملات کی ذمہ داری مجھے قبول نہیں، ان حالات میں مناسب یہی ہے کہ آپ سامی خانجی کے ساتھ (اسی پتے پر جو پہلے آپ کو لکھ چکا ہوں) معاملہ کیجیے۔

بطورِ ہدیہ ''مجمع الزوائد'' اور دیگر مطلوبہ رسائل ڈاک کے حوالے کردیے ہیں۔

ان دنوں میں ''دائرة المعارف'' (حیدرآباد دکن، انڈیا) کے مصحح علامہ عبدالرحمٰن یمانی (۲) کی کتاب ''طليعة التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل'' محمد نصیف (۳) کے خرچ پر شائع ہوئی ہے، اور اس کے پسِ پشت باقی لشکر بھی معرکہ آرائی کے لیے مستعد ہے، میں نے اس کا استقبال کرتے ہوئے ''الترحيب بنقد التأنيب'' کے نام سے ایک رسالہ لکھ کر اس نادان کے ساتھ بتکلف نادانی برتی ہے، (۴) اور چھپنے کے لیے چھاپہ خانے کو دے دیا ہے، غالباً تین اجزاء پر مشتمل ہوگا، چھپائی مکمل ہونے پر ان شاء اللہ! جلد ہی اللہ جل شانہ کی توفیق سے ارسال کردوں گا۔ مستقبل میں حالات کی رعایت رکھتے ہوئے ہی دوبارہ اس موضوع کی جانب لوٹنے یا نہ لوٹنے کا فیصلہ کروں گا۔ (۵)

القاب میں میانہ روی آپ کے اور میرے ذوق کے قریب تر ہے، اللہ سبحانہ ہم سب کو اپنی مرضیات کی توفیق بخشے۔ امید ہے کہ اپنی نیک دعاؤں میں فراموش نہ کریں گے، میری دعائیں تسلسل سے جاری ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی قبول فرمانے والا ہے۔

آپ کا بھائی: محمد زاہد کوثری

۱۲ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ، شارع عباسیہ نمبر: ۱۰۴، قاہرہ

حواشی

۱: - یہ مرثیہ اور تاثراتی مضمون ''مجلة السلام'' (بابت شمارہ نمبر: ۱۴، انیسواں سال، بروز جمعہ بتاریخ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۵۰ء، ص: ۱۶-۱۷) میں بعنوان ''كلمة عن فقيد الإسلام العلامة مولانا شبير أحمد العثماني، شيخ الإسلام في الدولة العلية الباكستانية'' شائع ہوا ہے۔

۲: - علامہ عبدالرحمٰن بن یحییٰ معلّمی رحمۃ اللہ علیہ: علمِ حدیث ورجال کے ماہر، اور تحقیق وتصحیحِ کتب کا اشتغال رکھنے والے علماء میں سے تھے، ۱۳۱۳ھ میں اس جہانِ رنگ وبو میں آنکھ کھولی اور ۱۳۸۶ھ میں راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔ دیکھیے: ''الأعلام'' زرکلیؒ (۳/۳۴۲)، ''أعلام المكيين'' عبداللہ معلّمی (۲/۹۰۰-۹۰۳) ''الجواهر الحسان'' زکریا بیلا (۲/۵۶۳-۵۶۶) اور ''مدخل إلى تاريخ نشر التراث العربي'' محمود طناحی (ص: ۲۰۳-۲۰۵)۔

علامہ کوثریؒ نے ''الترحيب بنقد التأنيب'' کے مقدمہ میں موصوف کے لیے ''العلامة المفضال المحقق'' جیسے بلند پایہ کلمات تحریر کیے ہیں اور علامہ معلّمی نے بھی علامہ کوثریؒ کی وفات سے ایک ماہ قبل ہی ابن ابی حاتمؒ کی ''تقدمة الجرح والتعديل'' کے مقدمۂ تحقیق میں کتاب کے ایک مخطوطہ نسخے کے حصول کے حوالے سے علامہ کوثریؒ کے تعاون پر انہیں خراجِ تحسین پیش کیا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ دونوں اہلِ علم میں باہم احترام کا تعلق تھا، علامہ معلّمی کی ''طليعة التنكيل'' تو علامہ کوثریؒ کی زندگی میں چھپ چکی تھی، لیکن اصل کتاب ''التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل'' علامہ کوثریؒ کی وفات

کے آٹھ برس بعد چھپی ہے، اس کتاب میں علامہ کوثریؒ کے متعلق ایسے ناشائستہ کلمات بھی درج ہیں جو علامہ معلّمی کے علمی وتحقیقی ذوق اور اخلاقی مزاج ومذاق سے کسی طور مناسبت نہیں رکھتے، اور خود شیخ معلّمی اس سے براءت کا اظہار کرچکے ہیں اور ان کے بقول جب انہوں نے اپنی یہ کتاب ہندوستان سے شیخ محمد عبدالرزاق حمزہ کو بھیجی تھی تو انہوں نے ازخود اس مسودے میں تصرف کیا اور ایسے تند وتیز کلمات داخل کردیئے۔ شیخ زکریا بیلا مکی نے ''الجواهر الحسان'' (۵۶۴/۲) میں اس حوالے سے کچھ تفصیل قلم بند کی ہے، نیز ''التنکیل'' کے مقدمہ میں خود علامہ معلّمی کی تحریر بھی ملاحظہ کیجیے۔

۳:- محمد بن حسین بن عمر نصیف: جدہ کے اصحابِ وجاہت اور دریادل اغنیاء میں سے تھے۔ سلفی دعوت کی نشرواشاعت میں ان کا مالی تعاون شامل رہا، ترکے میں ایک عظیم کتب خانہ چھوڑا، جو اَب ''جامعة الملک عبدالعزیز'' کا حصہ ہے۔ ۱۳۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۹۱ھ میں انتقال ہوئے۔ دیکھیے: ''محمد نصيف حياته وآثاره'' محمد سید احمد وعبدہٗ علوی، ''الأعلام'' زرکلیؒ (۶/۱۰۷-۱۰۸) اور ''من أعلام الدعوة والحركات الإسلامية'' عبداللہ عقیل (۱۰۷۵/۲-۱۰۸۴)

۴:- ''طليعة التنكيل'' کے پہلے طبع میں بھی علامہ کوثری رحمہ اللہ کے متعلق نازیبا کلمات تحریر کیے گئے تھے، علامہ کوثریؒ نے ''الترحيب'' میں بجا طور پر ناراضی کا اظہار کیا، اور اُنہیں یمانی اخلاق کے منافی قرار دیتے ہوئے کسی اور کا کارنامہ خیال کیا تھا، بعد میں علامہ معلّمی کی براءت سے معلوم ہوا کہ یہ استاذ محمد عبدالرزاق حمزہ کے تصرفات کا نتیجہ تھا، چنانچہ خود استاذ موصوف نے بھی اپنے رسالے ''حول ترحيب الكوثري'' (ص: ۳۷) میں اس کی صراحت کی ہے۔

۵:- التنکیل علامہ کوثری رحمہ اللہ کی وفات کے آٹھ برس بعد سنہ ۱۳۷۹ھ میں طبع ہوئی ہے۔

﴿ مکتوب:...... ۳۵ ﴾

مولانا، استاذِ جلیل، علامہ، محقق، سید محمد یوسف بنوری حفظه الله ورعاه

سلام الله ورحمته وبركاته عليكم

بعد سلام! یکے بعد دیگرے آپ کے دو گرامی نامے پہنچے، اس عنایت پر آپ کا شکرگزار ہوں، توقع ہے کہ اپنے والدِ جلیل القدر کو میرا سلام اور دست بوسی پہنچائیں گے اور جب کبھی انہیں (خط) لکھیں تو (میرے لیے) ان کی مبارک دعاؤں کا پیامِ امید (بھی لکھیں گے)۔ آنجناب سے بھی متمنی ہوں کہ مواقعِ قبولیت کی نیک دعاؤں میں مجھے فراموش نہ کیجیے گا اور خطوط ارسال کرنے کے حوالے سے کوتاہی میں مجھے معذور سمجھیے گا؛ اس لیے کہ بوڑھا ہو چلا ہوں، اب لکھتے ہوئے نظر ساتھ نہیں دیتی، بوقتِ مجبوری کچھ لکھتا ہوں، نیز میرے معمولی ہدایا کسی شکریہ کے مستحق نہیں۔

میرے پاس ''التحرير الوجيز''[(۱)] دست یاب ہوتی تو بیاض کی جگہ پُر کرواکر آپ کے جامعہ میں ''معاني الآثار'' کے استاذ مولانا عبدالرؤف کو بھیجتا، سرِدست (ان کے لیے اجازتِ حدیث پر مشتمل) ایک صفحہ میں اسی مکتوب کے ساتھ لف ہے، مستقبل میں نسخے کے حصول میں کامیابی

ہوئی تو ان شاء اللہ! بیاض پُر کر کے ارسال کر دوں گا۔

کئی مہینوں سے استاذ مولانا ابوالوفاء کا میرے حوالے سے کوئی گرامی نامہ نہیں ملا، (میرے لیے) اتنا کافی ہے کہ آپ سب بعافیت ہیں، مولانا مفتی (مہدی حسن شاہجہان پوری رحمۃ اللہ علیہ) اور تمام احباب کے لیے ہر (نوع کی) توفیق وبھلائی کا متمنی اور ان کی مبارک دعاؤں کا امیدوار ہوں، آپ کے والا نامے سے ان کی صحت کا علم ہو جانا بھی کافی ہوگا۔

خواہش ہے کہ آپ ''التـرحيـب'' کا ایک نسخہ مولانا محمد موسیٰ میاں - اللہ ان کی حفاظت فرمائے اور انہیں علمی خدمت کی خاطر خیر وعافیت کے ساتھ طویل عمر عنایت فرمائے - کو بھیج دیں، میرے عزیز تر ومحترم بھائی! وعليكم السلام والرحمة والرضوان (دعا ہے کہ آپ سلامتی اور رحمتوں ورضائے ربانی کے سائے تلے رہیں)۔

مخلص: محمد زاہد کوثری

۱۵ جمادی الثانیہ ۱۳۶۹ھ، شارع عباسیہ نمبر: ۱۰۴، قاہرہ

حاشیہ

ا:- یہ علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ کا ثبت ہے، جو سنہ ۱۳۶۰ھ میں قاہرہ سے طبع ہوا تھا، اور بعد ازاں ۱۴۱۴ھ میں شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت سے بیروت سے چھپا ہے، شیخ نے آخر میں علامہ کوثریؒ کے خط کے ساتھ کئی اجازات بھی منسلک کر دی ہیں اور اس ثبت کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ دیکھیے: ''الإمام محمد زاهد الكوثري وإسهاماته في علم الرواية والإسناد'' شیخ محمد آل رشید (ص: ۱۱۸-۱۲۴)

مکتوب:...... ۳۶

جناب مولانا، استاذ، علامہ سید محمد یوسف بنوری حفظه الله ورعاه

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

بعد سلام! آنجناب کا مکتوبِ گرامی موصول ہوا، آپ کے احوال معلوم ہوئے اور آپ کی عافیت پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ادا کیا، امید ہے جب بھی گرامی قدر والدِ محترم کو خط لکھیں گے تو مبارک ہاتھوں کی دست بوسی کے ساتھ میرا پرخلوص سلام بھی پہنچاتے رہیں گے۔ حضرات اساتذہ واحباب کو بھی میرا اسلام پہنچایئے، خصوصاً ''معـانـي الآثـار'' کے استاذ (مولانا عبدالرؤف) اور استاذِ محقق (مولانا) محمد عبدالحق نافع پشاوری کو (ضرور سلام کہیے)۔ ثانی الذکر کی جانب سے اجازتِ حدیث کا مطالبہ موصول ہوا ہے، لیکن ان کا پتہ درج نہیں، اس لیے انہیں براہِ راست لکھنا میرے لیے ممکن نہیں۔

اس سے قبل برادرم علامہ شیخ ''معانی الآثار'' کی خواہش پر آپ کے خط کے ضمن میں (ان کے لیے) اجازتِ حدیث پر مشتمل صفحہ ارسال کر چکا ہوں؛ کیونکہ اس وقت (اپنے مطبوعہ ثبت) ''التحریر الوجیز'' کا نسخہ حاصل نہیں کر سکا تھا، پھر کچھ دوستوں کو اپنی کتابوں کی پوری کھوج کرید پر مامور کیا تو بکھری کتب سے (ثبت کے) دو نسخوں کے حصول میں کامیابی حاصل ہوئی، اب ان میں سے ایک کی بیاض کو شیخ ''معانی الآثار'' کے نام سے پُر کر دیا ہے، آپ اپنے خوب صورت خط میں ان کے اسمِ گرامی کی جگہ پُر کر لیجیے گا اور دوسرا نسخہ استاذ پشاوری کے نام ہے، یہ دونوں نسخے بذریعہ ڈاک دو الگ پارسلوں میں بھیج چکا ہوں، شاید آپ تک پہنچنے میں تاخیر ہو، موصول ہونے پر ان دوستوں تک پہنچا دیجیے، آپ کا پیشگی شکریہ، اور ان کے پاس (میری) جو کتب نہ ہوں تو ان دو پارسلوں میں بھیجے گئے رسائل میں سے اُنہیں دے دیجیے۔

اساتذہ جلیل القدر مولانا مفتی (مہدی حسن) ومولانا ابوالوفاء کو میرا سلام، اور آپ سب سے توقع ہے کہ مجھے اپنی نیک دعاؤں میں نہ بھولیں گے، (خطوط کے) جواب میں تاخیر پر مواخذہ نہ کیجیے؛ اس لیے کہ اب میری (کمزور) بینائی حسبِ منشأ بحث وتحقیق اور کچھ لکھنے کی اجازت نہیں دیتی، بہرکیف اول وآخر (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ کا شکرگزار رہوں اور اپنی صحت کے متعلق اس سے زیادہ کچھ کہنا مجھے پسند نہیں، حسنِ خاتمہ کی دعا کا متمنی ہوں۔

مخلص: محمد زاہد کوثری

۶ شعبان سنہ ۱۳۶۸ھ، شارع عباسیہ نمبر: ۱۰۴ قاہرہ

﴿ مکتوب:...... ۳۷ ﴾

جناب مولانا، علامہ، برادرِ مخلص، سید محمد یوسف بنوری حفظہ اللّٰہ ووفقنا وإیاہ لما فیہ رضاہ

(اللہ تعالیٰ آنجناب کی حفاظت فرمائے اور ہمیں اور آپ کو اپنی مرضیات کی توفیق بخشے)

وعلیکم سلام اللّٰہ ورحمتہ وبرکاتہ

بعد سلام! آنجناب کی طرف سے عمدہ اسلوبِ بیان -جس کا آپ نے ہمیں اب عادی کر دیا ہے- پر مشتمل دو گرامی نامے موصول ہوئے، راہِ علم میں جہدِ پیہم اور صبرِ مسلسل پر اللہ تعالیٰ آپ کو پورا اجر مرحمت فرمائے، لیکن کسی قدر عتاب کا اظہار ہو تو مجھے معاف کیجیے۔ مجھے آنجناب کے سلسلۂ کلام میں فکری اضطراب محسوس ہوا، آپ تو بحرِ بیکراں ہیں، لازم تھا کہ رکاوٹیں آپ کو قلبی تکدر میں مبتلا ہی نہ

کرسکتیں، آپ کے پاس وہ عزم و ہمت ہے جو مضبوطی سے گڑے پہاڑوں کو جڑ سے اُکھیڑ دے۔ میری نگاہ میں مولانا انور شاہ کشمیری - اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رضامندی کی چادر میں ڈھانپ لے- کے روشن کیے ہوئے چمکتے دمکتے نور کے بجھنے کا سبب بننے کی کوئی گنجائش نہیں، نامعلوم ان نئے بنیاد ڈالے ہوئے (مدارس و) معاہد کے کیا احوال ہیں؟! میری رائے ہے کہ آپ اس معاملے پر اطمینان سے غور وفکر کیجیے، اور جو کہنا ضروری ہو تو مولانا میاں سے واشگاف انداز میں کہہ دیجیے؛ کیونکہ وہی جامعہ ڈابھیل کے اُمور کی طے شدگی کا سبب ہیں، اور ہمارے وہاں کے احباب کو آپ کا دامن تھامنے کا حق حاصل ہے، پھر اگر اس ادارے سے آپ کی علیحدگی ضروری ہو تو جامعہ کی علمی سرگرمیاں برقرار رہنے کی تدبیر کرتے جایئے گا، ورنہ بڑی پوچھ ہوگی، یہ میری رائے ہے، باقی اختیار آپ کو ہے، ماہر ناخدا وہ ہے جو تلاطم خیز موجوں کے درمیان اشاعتِ علوم کے سفینے کو عمدگی سے رواں رکھے۔

علامہ قاسم (بن قطلو بغا رحمۃ اللہ علیہ)(۱) کی ''منية الألمعي''(۲) بذریعہ جہاز ارسال کی ہے، اس میں کچھ اغلاط ہیں، لیکن آنجناب کے لیے ان کی اصلاح آسان ہے، اور ان دنوں اس کی اشاعت کا سبب، کتاب کی ابتدا میں وضاحت سے ذکر کیا گیا ہے۔

میں آپ اور آپ کے معزز گھرانے کے لیے حجِ مبرور اور مقبول زیارت کا متمنی ہوں، ساتھ ہی امید ہے کہ مواقعِ قبولیت میں اپنی مقبول دعاؤں میں مجھے نہ بھولیے گا۔

جامعہ میں گرامی قدر احباب کو سلام، والدِ جلیل کو بھی دست بوسی کے ساتھ پُرخلوص سلام پہنچایئے، مولانا علامہ مفتی مہدی حسن - اللہ انہیں بحفاظت رکھے- کو بھی میرا سلام واحترام، سبھی سے مبارک دعاؤں کا امیدوار رہوں میرے سردار عزیز تر محترم بھائی!

مخلص: محمد زاہد کوثری

۱۲ شوال سنہ ۱۳۶۹ھ، شارع عباسیہ نمبر: ۱۰۴

حواشی

۱:- علامہ قاسم بن قطلو بغا سودونی جمالی حنفی: ابوالعدل کنیت ہے، نامور فقیہ، محدث اور مؤرخ تھے۔ سنہ ۸۰۲ھ میں اس عالمِ فنا میں آنکھ کھولی اور سنہ ۸۷۹ھ میں سفرِ آخرت پر روانہ ہوئے۔ مفصل حالاتِ زندگی کے لیے ملاحظہ کیجیے: ''الضوء اللامع'' علامہ سخاویؒ (۶/ ۱۶۰-۱۸۴) اور ''الأعلام'' زرکلیؒ (۵/ ۱۸۰)

۲:- ''منية الألمعي فيما فات من تخريج أحاديث الهداية للزيلعي'' مراد ہے، علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کو تحقیق کرکے چھاپا تھا۔

﴿ مکتوب:...... ۳۸ ﴾

جناب مولانا، علامہ جلیل، سید محمد یوسف بنوری حفظہ اللہ

وعلیکم سلام اللہ ورحمتہ وبرکاتہ

بعد سلام! آپ کا تازہ والا نامہ وصول کیا اور آپ کے صحت وعافیت کے ساتھ لوٹ آنے پر بہت مسرت ہوئی، مجھے اُمید ہے کہ مواقعِ قبولیت میں اپنی نیک دعاؤں میں فراموش نہ کریں گے، برادرِ عزیز محترم سید محمود حافظ کو دعاؤں کی تمنا کے ساتھ پُر خلوص سلام پہنچایئے۔

آلۂ مکبرہ (مائیکروفون/ لاؤڈ اسپیکر) کے متعلق سرِدست میں کوئی رائے نہیں دینا چاہتا؛ اس لیے کہ اس کے بعض پہلو مفید ہیں، مثلاً: ایک بڑی جماعت کو آواز پہنچانا، اور بلاشبہ آواز کی بلندی مطلوب ہے، (اسی بنا پر) نو بنو اذان خانوں کو بھی ناپسند نہیں کیا گیا، البتہ اس آلے میں بعض پہلو ناپسندیدہ ہیں، مثلاً: جماعت کو تشویش میں مبتلا کرنا۔ اگر قابلِ احتراز اُمور کی جانب نرمی سے توجہات مبذول کرادی جائیں تو ان شاء اللہ! مفید ہوگا، اور کلی ممانعت کا کوئی فائدہ نہیں؛ اس لیے کہ اب یہ معاملہ مختلف شہروں میں پھیل چکا ہے، (البتہ) اُسے نقصان دہ اُمور سے خالی کرنا فطری طور پر مطلوب ہے۔ آپ فقیہ النفس ہیں اور دلائل کی وسعت رکھتے ہیں، اس مسئلے کے حوالے سے جس رائے پر اطمینان ہو، بیان کرسکتے ہیں۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حکم سے آپ کی سعی قابلِ قدر، حج مبرور اور زیارت مقبول ہے۔ ''مختصر الطحاوي'' کی طباعت میں مطلوبہ اُمور کے متعلق آپ کی مساعی سے مسرت ہوئی، جناب برادرِ عزیز تر! ہمیشہ ہر خیر وبھلائی کے لیے باتوفیق رہیے!

مخلص: محمد زاہد کوثری

۲۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۹ھ، شارع عباسیہ نمبر:۱۰۴ قاہرہ

پس نوشت: ''المنیة'' (منیة الألمعي لابن قطلوبغا) کے طبع میں بعض اغلاط ہیں، اور اس مکتوب کے ضمن میں تصحیح کا کچھ تکملہ ہے۔

(جاری ہے)